An Najihun Institute

أقلام العصيمي

میلاد النبی ﷺ اور تعظیم نبی ﷺ

ایک مختصر جائزہ

تصنیف

فضيلة الشيخ صالح العصيمي حفظه الله

ترجمہ: عبدالمعز وحید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور ان کا ادب و احترام ان اعمال میں سے ہے جن کا حکم اللہ تعالی نے مومنوں کو دیا ہے، اور یہ ان کے ایمان کی علامت اور کامیابی کا سبب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

> ''وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں، جو امی نبی ہے، جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کا بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ سو وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اسے قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' [الاعراف:157]

اور فرمایا:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾

> ''بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو۔ اور اس کا ادب اور تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔'' [الفتح:8-9]

اور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی بہت سی صورتیں ہیں، مثلاً:

- ان سے محبت کرنا
- ان پر ایمان لانا
- ان کی اتباع کرنا
- ان کی اطاعت کرنا
- اور ان کا ذکر آنے پر درود و سلام پڑھنا۔

ان کی تعظیم کے طریقے محض نقل (یعنی قرآن و سنت) سے ماخوذ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تعظیم عبادت ہے، اور عبادات دلائل پر موقوف ہوتی ہیں۔ لوگ کسی عبادت کے طریقے کو اللہ یا اس کے رسول ﷺ کے بیان کے بغیر نہیں جان سکتے۔ اور جملہ عبادات میں سے نبی ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی تعظیم کا ہر وہ طریقہ جس پر دلیل موجود ہے، وہ مشروع اور مامور بہ ہے؛ فرض یا مستحب۔

پس اگر کوئی شخص کسی مخصوص طریقے سے نبی ﷺ کی تعظیم کا ارادہ کرے تو از حد ضروری ہے کہ یہ طریقہ منقول (کتاب و سنت میں) ہو۔ بصورتِ دیگر اس کا یہ ارادہ مذموم اور منع کردہ ٹھہرے گا۔ اُس چیز سے نبی ﷺ کی تعظیم کیسے کی جا سکتی ہے جس کا تعظیمی ہونا ثابت ہی نہیں؟!

اور محض تعظیم کی نیت ہونا کسی عمل کو درست نہیں بنا دیتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو بھی منع فرمایا جس نے کہا: ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں''۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی قبر کو عید بنانے سے منع فرمایا، اپنے بارے میں غلو کرنے سے منع فرمایا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں کیا تھا۔ حالانکہ یہ سب کرنے والوں کی نیت آپ کی تعظیم کی ہی تھی!

حدیثِ مبارکہ

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ بات کی، پھر کہا: ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں''۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟! یوں کہا کرو: صرف اللہ ہی چاہے۔''[1]

حدیثِ مبارکہ

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور میری قبر کو عید نہ بنانا، اور مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود جہاں بھی ہو، مجھے پہنچ جاتا ہے۔''[2]

حدیثِ مبارکہ

اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے میرے رتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھا دیا تھا۔ میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، لہٰذا یوں کہا کرو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔''[3]

اس سب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ قاعدہ سمجھ لیا، اور پھر تابعین اور تبع تابعین نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ وہ آپ کی تعظیم صرف اسی طریقے سے کرتے جو شریعت میں وارد ہے۔ اور جو لوگ غیر شرعی طریقے سے تعظیم کرتے، اُن کو ناپسند کرتے تھے۔

فعلِ صحابہ

چنانچہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط سالی ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور کہتے: ''اے اللہ! ہم پہلے اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے بارش مانگتے تھے تو تُو ہمیں سیراب کرتا تھا، اب ہم اپنے نبی کے چچا کے وسیلے سے تجھ سے بارش مانگتے ہیں، سو ہمیں سیراب فرما۔'' پس بارش ہو جاتی۔[4]

پس صحابہ کرام نبی ﷺ کی زندگی میں آپ سے دعا کرواتے تھے؛ بارش اور دیگر حاجات کے لیے، اور آپ کی دعا پر آمین کہتے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد ایسا نہیں کرتے تھے، بلکہ نیک لوگوں سے دعا کرواتے؛ جیسے عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کروائی۔ کیونکہ اسلام میں ان کا ایک رتبہ تھا، عمر میں بڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ چنانچہ اگر زندہ اور فوت شدہ سے دعا کروانے میں کوئی فرق نہ ہوتا، تو وہ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر سیدنا عباس کی طرف رجوع نہ کرتے، جو درجہ میں آپ سے کم تھے۔

فعلِ صحابہ

نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا اور اسے چھینک آئی تو بولا: ''الحمد للہ، والسلام علی رسول اللہ'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں بھی کہتا ہوں کہ الحمد للہ، والسلام علی رسول اللہ، لیکن ہمیں نبی کریم ﷺ نے ایسے نہیں سکھایا۔ آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے کہ یوں کہیں: الحمد للہ علی کل حال۔''[5]

تو اگرچہ رسول اللہ ﷺ پر سلام کہنا آپ کی تعظیم ہے؛ لیکن اُس شخص نے یہ سلام ایسے موقع پر پڑھا جہاں پڑھنا مشروع نہ تھا۔ بلکہ چھینکنے والے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی حمد کہنا ہی مشروع ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھایا۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر نکیر فرمائی۔ اور کوئی عاقل شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابن عمر نبی ﷺ کی تعظیم کے منکر تھے یا آپ کا ذکر آنے پر سلام بھیجنے کے منکر تھے!!

نبی ﷺ کی تعظیم کے مزعومہ طریقوں میں وہ چیز بھی ہے جسے بعض لوگوں نے تین افضل صدیوں کے بعد ایجاد کیا؛یعنی نبی کریم ﷺ کی میلاد کا اہتمام ! یہ لوگ نیک اعمال کی نیت کرتے ہیں کہ ؛آپ کی پیدائش کے دن اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کی سیرت پڑھیں، آپ کے اوصاف کا ذکر کریں، آپ پر درود و سلام بھیجیں، اور خوشی کا اظہار، کھانے کھلانے اور جھنڈے لگانے سے کریں۔ اور بہت سی جگہوں پر محرمات کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے؛ جیسے غیر اللہ سے مدد مانگ کر شرک کرنا، مردوں کو پکارنا، اور دیگر معاصی، فسق و فجور۔

اور یہی نئی ایجاد شدہ رسموں کی عادت ہے: پہلے کم درجے سے شروع ہوتی ہیں، پھر بڑھتی جاتی ہیں، اور لوگ اس میں وہ چیزیں شامل کرتے رہتے ہیں جو اس کے آغاز میں نہ تھیں۔

اور ان لوگوں کی نیت یہ ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعظیم و محبت میں میلاد منانے کا اہتمام کریں۔ لیکن جیسا کہ شروع میں بیان ہوا، آپ ﷺ کی تعظیم کی شرط یہ ہے کہ وہ اُسی طریقے سے بجالائی جائے جو شریعت میں وارد ہے۔ جبکہ میلاد منانا ایسا کام ہے جس پر نہ کتاب و سنت میں کوئی دلیل ملتی ہے، نہ ہی خود نبی کریم ﷺ نے اسے منایا، نہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین نے اور نہ ہی تبع تابعین نے ! جو شخص بھی روایات و احادیث اور آثار کو جانتا ہے اور جانچتا ہے، اسے اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی میلاد کے بارے میں صحابہ و تابعین سے کوئی منقول چیز پیش کرنا چاہے تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔

میلاد منانے کے شرعی حکم کو جاننے کے لیے دو مقدمے ہیں:

پہلا مقدمہ

نبی کریم ﷺ کا میلاد منانا ایک نیا کام (بدعت) ہے۔ نہ قرآن کتاب وسنت میں اس کا ذکر ہے، اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِسے مدینہ منورہ میں یا کہیں اور انجام دیا۔ حالانکہ انہیں آپ سے شدید محبت تھی، آپ کے حق کا مکمل علم تھا، اور وہ ہر معاملے میں آپ کا حق ادا کرنے والے تھے۔ اسی طرح تابعین نے بھی میلاد نہیں منایا، اور نہ تبع تابعین نے۔ یہ بات کئی علماء نے ذکر کی ہے؛ مثلاً ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقيم" میں[6]، ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنے بعض فتاویٰ میں[7]، اور سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الأجوبة المرضية" [8] میں بیان کیا ہے۔

پس تینوں افضل صدیاں (صحابہ تابعین و تبع تابعین) گزر گئیں اور ان میں سے کسی نے بھی نبی کریم ﷺ کا میلاد نہیں منایا، حالانکہ وہ لوگ سب سے زیادہ کامل دین رکھنے والے، سب سے زیادہ نبی ﷺ کی اتباع کرنے والے اور سب سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنے والے تھے۔

اور دین میں جو کام نص پر موقوف ہو، اس میں کسی نئی چیز کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اور نبی ﷺ کی تعظیم بھی اِنہی امور میں سے ہے، جیسا کہ شروع میں بیان ہوا۔ پس اگر میلاد منانے میں نبی ﷺ کی تعظیم ہوتی تو ہمیں اس کا واضح حکم دیا جاتا۔ اور اگر پچھلے بہترین زمانے کے لوگوں نے نصوص سے ایسی کوئی بات سمجھی ہوتی تو وہ یقیناً ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے، کیونکہ نبی کی تعظیم کا جذبہ تو موجود تھا اور اس کے کرنے میں کوئی مانع بھی نہ تھا۔

شریعت نے دین میں پیدا کی گئی تمام نئی چیزوں سے ڈرایا ہے۔ اُن بدعتوں سے جنہیں لوگ دین بنا لیتے ہیں اور انہیں عبادت سمجھ کر ثواب کے لیے کرتے ہیں۔ شریعت نے ان کاموں کو بدعت قرار دیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے، اور سب سے بری باتیں نئی پیدا کی گئی چیزیں ہیں۔"[9]

اور فرمایا: "نئی پیدا کی گئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے۔"[10]

اور نئے نکالے گئے امور میں سے مذموم وہ ہیں جنہیں دین بنا لیا جائے اور ان کے ذریعے رب العالمین کی عبادت کی جائے، نہ کہ وہ جو دنیاوی معاملات اور معاش وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو نئی چیزیں دین میں پیدا کی جائیں، نبی کریم ﷺ نے ان پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ بدترین امور ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: "بدترین کام نئی پیدا کی گئے امور ہیں۔" اور اُن سے بچنے کا حکم دیا، جیسا کہ فرمایا: "تم نئی پیدا کی گئی چیزوں سے بچو" اور انہیں بدعت قرار دیا، چنانچہ فرمایا: "ہر نئی پیدا کی گئی چیز بدعت ہے"۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ میلاد ایجاد کرنے والے کافر لوگ تھے! یعنی عبیدیہ، اسماعیلی باطنی، جنہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے اپنے آپ کو فاطمی قرار دیا۔ اِنہوں نے چوتھی صدی کے بعد تقریباً ڈیڑھ صدی تک مصر وغیرہ پر حکومت کی۔ یہ لوگ بظاہر اسلام کا اظہار کرتے تھے اور دل میں کفر چھپائے پھرتے تھے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ، جو ان کی سلطنت کے ہم عصر تھے، نے اپنی کتاب "الشفا بتعريف حقوق المصطفى" [11] میں ان کے کفر پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے، اور ان کے گمراہ عقائد کا کچھ حصہ بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا تعلق بھی انہی بدعات سے ہے جو عبیدیہ نے میلاد کے نام پر نکالی تھیں۔

پس عبیدیہ سلف صالحین نہ تھے، بلکہ انہوں نے سلف صالحین کی مخالفت کی، اور طرح طرح کی بدعات نکالیں۔ میلاد النبی ﷺ (اور دیگر موالید جو انہوں نے ایجاد کیں) سے ان کا مقصد یہ تھا کہ نبی ﷺ اور اہلِ بیت کی محبت ظاہر کریں، تاکہ لوگ ان کے دھوکے میں آجائیں۔ مصر یا کسی دوسرے علاقے کے عالم سے ایسا فتویٰ نہیں ملتا کہ انہوں نے عبیدیوں کے میلاد شروع کرنے کو جائز کہا ہو، چہ جائیکہ اس کی تعریف و توصیف کریں اور اسے مستحب قرار دیں!!

مقدمہ دوم

ہر بدعت حرام ہے؛ کیونکہ وہ گمراہی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے مذکورہ بالا احادیث میں فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے''۔[12]

پس دین میں جو بھی بدعت نکالی جائے وہ اندھی گمراہی ہے، اور جو شخص گمراہی کے اندھیروں میں کود گیا تو وہ خسارے میں جا پڑا اور ہدایت یافتہ نہ ہوا، اور اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

''یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، تو نہ ان کی تجارت نے نفع دیا اور نہ وہ ہدایت پانے والے بنے۔'' [البقرۃ:16]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے، یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کر لیں گے؟''

[البقرۃ:175]

قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا

''کہہ دیجئے! جو گمراہی میں ہوتا ہے، اللہ رحمٰن اس کو خوب لمبی مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں جن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، عذاب یا قیامت کو۔ اس وقت ان کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ کون برے مرتبے والا اور کس کا گروہ کمزور ہے۔'' [مریم:75]

اور بدعتیں مردود ہیں، اہلِ بدعت سے قبول نہیں کی جائیں گی۔ لہٰذا انہیں اِن پر اجر نہیں ملے گا اگرچہ ان کی نیت اچھی ہو۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز نکالے جو اس میں سے نہیں، تو وہ مردود ہے۔''[13]

پس جب میلاد کا عمل ایک بدعت ہے جو افضل زمانوں کے بعد ایجاد ہوا، اور بدعتیں سب کی سب اسلام میں حرام اور مردود ہیں۔ تو پھر آپ ﷺ کا میلاد منانا حرام ہے اور یہ آپ کی تعظیم میں سے نہیں۔ نہ ابو بکر، نہ عمر، نہ عثمان، نہ علی اور نہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس کے ذریعے آپ ﷺ کی تعظیم کی،

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ "بے شک اس میں مومنوں کے لیے نشانی ہے۔"اور نہ سعید بن المسیب، نہ حسن بصری، نہ ابو مسلم الخولانی، نہ اویس قرنی اور نہ باقی تابعین نے ایسا کیا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ "بے شک اس میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانی ہے۔"اور نہ تبع تابعین میں سے کسی ایک نے ایسا کیا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ "بے شک اس میں علم والوں کے لیے نشانی ہے۔"اور نہ ہی ائمہ اربعہ؛ ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے میلاد منایا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ "بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لیے نشانی ہے۔"اور نہ ہی مشہور قراء میں سے نافع اور دیگر قراء نے میلاد منایا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ "بے شک اس میں نصیحت پکڑنے والوں کے لیے نشانی ہے۔"اور نہ ہی محدثین؛ بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے میلاد منایا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ "بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے۔" تو یہ سب اور دیگر بزرگ کہاں ہیں اس تعظیم سے؟ کیا وہ اس سے جاہل تھے یا نیکی میں پیچھے رہ جانے والے تھے؟ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ "بے شک اس میں ہر لوٹ کر آنے والے بندے کے لیے نشانی ہے۔"

جو شخص نبی ﷺ سے محبت کرتا ہے، وہ ان کی اتباع سے ہٹ کر بدعتیں اختیار نہیں کرتا۔ حقیقی محبت کرنے والا شخص ان کی مکمل پیروی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
>
> "کہو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"
>
> [آل عمران:31]

اور نبی ﷺ نے فرمایا: "میری سنت کو لازم پکڑو۔"[14]

اور سنت میں سے ہے کہ بدعات سے اجتناب کیا جائے، ان سے خبردار اور دور رہا جائے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہیں اور دین کا حصہ نہیں ہیں۔ یہ نبی ﷺ پر بہتان ہے، اور ایسی سرکشی ہے کہ جس میں انسان اپنے حد سے تجاوز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ

> ”جن لوگوں نے بچھڑا بنایا وہ دنیاوی زندگی میں اپنے رب کا غصہ اور اس کی جانب سے ذلت دیکھیں گے، اور اسی طرح ہم جھوٹوں کو سزا دیتے ہیں۔“
>
> [الأعراف:152]

اور فرماتا ہے:

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ

> ”جو چیزیں ہم نے تمہیں رزق میں دی ہیں ان میں سے پاکیزہ کھاؤ اور اس میں حد سے تجاوز نہ کرو کہ میرا غضب تم پر نازل ہو جائے، اور جس پر میرا غضب نازل ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔“ [طٰہٰ:81]

بدعت اللہ پر جھوٹ ہے کیونکہ اس نے اس کام کا حکم نہیں دیا۔ اور بدعت دراصل انسان کی سرکشی اور حد سے تجاوز کرنا ہے، اس لیے یہ ناپسندیدہ ہے۔ اور نبی ﷺ کی یہ تعظیم ہرگز نہیں کہ اللہ کو ناراض کیا جائے!

اگر یہ لوگ سلیم القلب اور عقل و فہم میں مضبوط ہوتے، تو سمجھ لیتے کہ جو چیز انہوں نے نکالی ہے وہ دراصل نبی ﷺ پر الزام ہے کہ انہوں نے دین کی تبلیغ میں کمی کی اور بعد میں آنے والوں کے لیے دین کو مکمل کرنے کا راستہ چھوڑ دیا۔

قولِ امام

> امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «جو شخص اسلام میں کوئی بدعت پیدا کرتا ہے اور اسے اچھا سمجھتا ہے، تو اس نے گویا یہ دعویٰ کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“[15]
> پس جو کچھ اُس دن دین میں شامل نہیں تھا، وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا۔»

چنانچہ ہر مؤمن پر واجب ہے کہ نبی ﷺ کی تعظیم ویسے کرے جیسا کہ شرعاً اجازت دی گئی ہے، یعنی قرآن اور سنت میں جو حکم آیا ہے اس کے مطابق۔ اور اسی میں محنت وریاضت کرے۔ جو شخص مشروع طریقے سے عمل کرے، اسے حرام چیزوں کی حاجت نہیں پیش آتی؛ بلکہ وہ ان سے دور رہتا ہے اور ان سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ خالص اللہ کی عنایت اور توفیق ہے کہ وہ بندے کو سنت کو زندہ کرنے اور بدعت کو مٹانے کی توفیق دے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:[16]

وَخَيْرُ الْأُمُورِ السَّالِفَاتُ عَلَى الْهُدَى

اور بہترین امور وہ ہیں جو پہلے سے بطور ہدایت موجود ہیں

وَشَرُّ الْأُمُورِ الْمُحْدَثَاتُ الْبَدَائِعُ

اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے نکالے گئے

تمت بحمد اللہ

حواشی وحوالہ جات

1 رواه النسائي في «الكبرى»، في (٨١) ك: عمل اليوم والليلة، (٢٣٣) ب: النهي أن يُقال: ما شاء الله وشاء فلان، رقم ١٠٨٢٥.

2 رواه أبو داود في (٥) ك: المناسك، (٩٦) ب: زيارة القبور، رقم ٢٠٤٢.

3 رواه البخاري في (٦٠) ك : أحاديث الأنبياء، (٤٧): ب: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا ﴾ [مريم: ١٦]، رقم ٣٤٤٥.

4 رواه البخاري في (١٥) ك: أحاديث الاستسقاء، (٣) ب: سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، رقم ١٠١٠.

5 رواه الترمذي في (٤١) أبواب الآداب، (٢) ب: ما يقول العاطس إذا عطس، رقم ٢٧٣٨.

6 ١٢٣/٢.

7 الحاوى للفتاوى ١٨٨/١.

8 ١١١٦/٣.

9 رواه مسلم في (٧) ك: الجمعة، (١٣) ب باب تخفيف الصلاة والخطبة، رقم ٤٣.

10 رواه أصحاب السنن إلا النسائي. أخرجه الترمذي في (٣٩) أبواب العلم، (١٦) ب: ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم ٢٦٧٦ ، وأبو داود في (٣٩) ك: السنة، (٦) ب: في لزوم السنة، رقم ٤٦٠٧ ، وابن ماجه في (١) أبواب اتباع السنة، (٧) ب: اجتناب البدع والجدل، رقم ٤٦.

11 انظر من الكتاب المذكور : (فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، وما يتوقف أو يُختلف فيه، وما ليس بكفر)، ص ٨٤٦ ٨٥٤، فقد ذكر كثيرا من عقائدهم، ونقل الإجماع على التكفير بها، وفي كتابه الآخر ترتيب المدارك ٢٧٧/٧ ذكر شيء يتعلق بذلك، ونقل الإجماع على كفرهم أيضًا ابن تيمية في الرد على المنطقيين ص ١٨٠

12 تقدم تخريجهما

13 متفق عليه. أخرجه البخاري في (٥٣) ك: الصلح، (٥) ب: إذا اصطلحوا على صلحجور فالصلح مردود، رقم ٢٥٥٠ ، ومسلم في (٣٠) ك : الأقضية، (٨) ب: نقض الأحكام الباطلة، ورد محدثات الأمور ، رقم ١٧ ، من حديث عائشة رضي الله عنها، واللفظ للبخاري

14 رواه أصحاب السنن إلا النسائي. تقدم تخريجه

15 الاعتصام للشاطبي ٦٦/١.

16 نسبه ابن الوزير إلى ابن حزم الأندلسي، انظر: «الروض الباسم» ١٠/١، و العواصم والقواصم ١٥/٢ .